بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۲۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ — عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

یوم چہارشنبہ

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام منیجر الفضل ہو

جلد ۳۳ | ۲۸ ماہ تبلیغ ۱۳۲۴ھ ش | ۱۴ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ | ۲۸ فروری ۱۹۴۵ء | نمبر ۵۰

مدینۃ المسیح

لاہور ۲۷ ماہ تبلیغ۔ آج شام کو ۷ بجے لاہور سے بذریعہ فون اطلاع ملی ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ آج صبح ۱۰ بجے کے قریب ایکسرے کرانے کے لئے ہسپتال تشریف لے گئے۔ اور ۲ بجے واپس تشریف لائے۔ اور اس وقت پھر اسی سلسلہ میں دوبارہ ہسپتال تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ آج حضور کو کچھ حرارت بھی رہی۔ صاحبزادی امۃ القیوم بیگم صاحبہ آج خانیوال تشریف لے گئی ہیں۔

— قادیان ۲۷ ماہ تبلیغ۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

— حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی طبیعت کل سے نسبتاً اچھی ہے۔ کامل صحت کے لئے دعا کی جائے۔

— حضرت ام ناصر احمد صاحبہ حرم اول سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے — جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب احمدی اور چوہدری نثار احمد صاحب معہ اہل و عیال مشرقی افریقہ سے اور مسٹر محمد یوسف صاحب زنجبار سے تشریف لائے — چوہدری بدر الدین صاحب محلہ دار البرکات سخت بیمار ہیں دعائے صحت کی جائے — افسوس میاں رحمٰن دین صاحب دار الرحمت قادیان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے بعمر ۶۷ سال وفات پا گئے۔ بعد نماز ظہر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ احباب بلندی درجات کے [لئے دعا کریں]

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ سالانہ ۱۹۴۲ء کی تقریر

مرتبہ — رحمت اللہ خان صاحب شاکر

۲۶ دسمبر ۱۹۴۲ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو تقریر فرمائی وہ اب برائے اشاعت موصول ہوئی ہے۔ اور اسکی پہلی قسط درج ذیل کی جاتی ہے۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نمازوں کے انتظام میں اصلاح کی جائے

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ آج نماز میں سہو ہو گیا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ سہو کرا دیا گیا تھا۔ میں دو رکعت پڑھنے کے بعد تشہد کے لئے بیٹھا۔ کہ کسی نے کہا سبحان اللہ جسکے معنے یہ تھے کہ یہ تشہد کا موقعہ نہیں۔ آپ بھول گئے ہیں۔ میں نے سمجھا۔ کہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ اور کھڑا ہونے لگا۔ کہ پھر آواز آئی سبحان اللہ۔ اس پر میں بیٹھا ہی رہا۔ کہ پھر کسی نے سبحان اللہ کہا۔ اس پر میں کھڑا ہو گیا۔ مگر ابھی سورہ فاتحہ کی دو تین ہی آیات پڑھی تھیں۔ کہ پھر سبحان اللہ کی آواز آئی۔ [اس پر میں] نے سمجھ لیا۔ کہ دراصل میں نہیں بھولا۔ بلکہ حضر ہی بھولے ہوئے تھے۔ بہرحال غلطی شروع ہو چکی تھی۔ اس لئے بعد میں سجدہ سہو کیا گیا تھا اور مجھے خطرہ تھا۔ کہ لوگوں نے پانچویں رکعت نہ شروع کر دی ہو۔ وہ دراصل سجدہ سہو تھا۔ ایک صاحب نے کہا ہے۔ کہ یہاں تو روز ہی نماز خراب کی جاتی ہے۔ یہ منتظمین کا نقص ہے۔ اتنے سالوں سے یہ نقص چلا آتا ہے۔ اور وہ اس کی اصلاح نہیں کرا سکے۔ اس کے لئے کوئی پختہ انتظام ہونا چاہیئے۔ منتظم ہمیشہ بڑے اصرار سے کہتے ہیں۔ کہ اب کے ٹھیک انتظام کر دیا گیا ہے۔ مگر جب پھر غلطی ہوتی ہے۔ تو اس قسم کا جواب دے دیتے ہیں۔ کہ ہم نے فلاں سے کہا تھا۔ کہ انتظام کرے۔ اور اس نے فلاں سے کہہ دیا تھا۔ ان کی مثال بالکل ایسی ہے۔ کہ کہتے ہیں کہ کسی امیر آدمی کے پاس کوئی فقیر آ گیا۔ اور سوال کیا۔ اس نے کہا اس وقت جاؤ۔ اس وقت پیسے نہیں ہیں۔ مگر فقیر اصرار کرنے لگا۔ اس کے کام میں ہرج واقعہ ہو رہا تھا۔ اس نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اس کے بڑے ملازم ہیں۔ ایک نوکر سے کہا کہ جمال الدین جاؤ کمال دین سے کہو۔ وہ [...] سے کہے کہ فخر دین کو حکم دے۔ کہ اس شخص کو باہر نکال دے [...] بولا۔ کہ جبرئیل تو اسرافیل سے کہہ کہ وہ میکائیل کو کہے۔ کہ عزرائیل کو حکم دے۔ کہ اس شخص کی جان نکال لے۔ تو اسی قسم کا انتظام ہمارے منتظمین کرتے ہیں۔ انتظام یہ نہیں۔ کہ کسی سے کہہ دیا جائے۔ کہ فلاں شخص سے کہہ دو۔ کہ یہ کام کرے۔ بلکہ انتظام کرنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ خود کیا جائے۔ اور پھر جب دریافت کیا جائے کہ کیا انتظام ہو گیا۔ تو کہتے ہیں۔ کہ جی ہاں خوب اچھی طرح انتظام کر دیا گیا ہے۔ گویا انتظام کرنے کا کریڈٹ وہ خود لینا چاہتے ہیں۔ مگر جب خرابی ہو۔ تو پھر کہیں گے کہ جی ہم نے تو فلاں سے کہہ دیا تھا۔ کہ وہ فلاں کو اس کام کے لئے تاکید کر دے۔ مثلاً کسی سے کہا جائے کہ فلاں شخص کو ایک میل پر پہنچانا ہے۔ اور جب پوچھا جائے۔ کہ پہنچا دیا تو کہیں گے کہ جی ہاں پہنچا دیا۔ گویا وہ خود ایک میل پر گئے۔ اور اسے وہاں پہنچایا۔ مگر جب غلطی معلوم ہو۔ اور پھر پوچھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ خود تو کہیں بھی نہیں گئے۔ بلکہ کمرہ میں ہی بیٹھے بیٹھے کسی سے کہہ دیا تھا۔ کہ اسے پہنچا دیا جائے۔ تو یہ انتظام کا طریق نہیں۔ انتظام کرنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ خود کیا جائے۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ نماز عبادت کا ایک اہم رکن ہے۔ اس کے متعلق ضرور ایسا انتظام ہونا چاہیئے۔ کہ اس میں غلطی کا امکان نہ ہو۔ جلسہ کے دنوں میں یہ انتظام افسر سٹیج کے سپرد ہونا چاہیئے۔ اور افسر جلسہ گاہ کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ اور انہیں چاہیئے۔ کہ خود ایسے آدمی مقرر کریں۔ کہ جن کے سوا کوئی نہ بولے۔ اب دیکھا گیا ہے۔ کہ [...] یونہی [...] بول پڑتے ہیں۔ لوگوں سے کہا جائے۔ کہ اپنے [...] کو جس طرح سمجھا دیں۔ کہ وہ یونہی بیچ میں نہ بولا کریں۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے احباب کی ملاقات

اس کے بعد میں ایک اور واقعہ کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جو اگرچہ پرائیویٹ ہے۔ مگر اس لئے بیان کرتا ہوں۔ کہ دوسروں کو بھی فائدہ ہو سکے۔ آج ملاقات کے بعد مجھے پرائیویٹ سیکرٹری نے بتایا۔ کہ ایک عزیز مجھ سے ملنے کے لئے آئے تھے۔ اور انہوں نے دروازہ میں داخل ہونا چاہا۔ مگر پہرہ دار نے روکا انہوں نے کہا۔ کہ میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ مگر پہرہ دار نے کہا کہ میں نہیں جانتا آپ کون ہیں۔ اس عزیز نے کہا۔ میں اسی جماعت کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں جس کی ملاقات ہو رہی ہے۔ اس پر پہرہ دار نے کہا کہ آپ وقت پر کیوں نہیں آئے۔ بعد از وقت میں اجازت نہیں دے سکتا۔ اس پر بھی اس عزیز نے ملاقات پر اصرار کیا۔ پہرہ دار نے اجازت نہ دی۔ تو اس نے اسے مکہ مارا۔ جس سے پہرہ دار کے جسم سے خون بہہ نکلا۔ اس واقعہ میں دونوں کی غلطی ہے۔ اس نوجوان کے متعلق میں جانتا ہوں۔ کہ وہ مخلص ہے۔ اور اس نے ایسے وقت میں اپنے اخلاص کو قائم رکھا۔ جبکہ اس کے بزرگ اس سے محروم ہو گئے تھے۔ وہ ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ تو اس طرح ان کو روکنا مناسب نہ تھا۔ چاہیئے یہ تھا کہ پہرہ دار انہیں [...] کہ آپکا کس جماعت کے ساتھ تعلق ہے۔ اور پھر اس جماعت کے پیریڈ صاحب کے پاس لے جاتے

ایڈیٹر: غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا اور دفتر الفضل [...] سے شائع کیا

کہ یہ آپ کی جماعت کے فرد ہیں۔ اور اس طرح ان کے لئے میرے ساتھ ملاقات کا انتظام کرتے۔ پہرہ والوں کو سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ ان کے روکنے کے بعد میرے ساتھ ملاقات کا ان کے پاس کیا ذریعہ تھا۔ اس بات کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ یہ بادشاہت نہیں بلکہ خلافت ہے۔ خلافت کو بادشاہت کا رنگ ہرگز نہیں دینا چاہیئے روکنے والے کو خود غور کرنا چاہیئے تھا۔ کہ اگر وہ خود باہر کا رہنے والا ہوتا اور سال کے بعد یہاں آتا اور پھر اسے خلیفہ کے ساتھ ملاقات سے روکا جاتا۔ تو اسے کتنا دکھ ہوتا۔ اور اس دکھ کا احساس کرتے ہوئے اسے اس طرح روکنا نہ چاہیئے تھا۔ ملاقات کا موجودہ انتظام تو اس لئے ہے کہ جماعتیں اکٹھی ملیں۔ تا واقفیت ہو سکے۔ مگر بعض دفعہ ایک جماعت کے ساتھ دوسری جماعت کا کوئی دوست بھی آجاتا ہے۔ اور اس میں کوئی ہرج نہیں۔ اگر اسے آنے بھی دیا جاتا۔ تو کیا اس نے آتے ہی گولی چلا دینی تھی۔ یہ انتظام تو صرف سہولت کے لئے ہے۔ ورنہ لوگوں نے بہرحال ملنا ہے۔ پس جہاں تک ملاقات سے روکنے کا تعلق ہے۔ روکنے والے کی غلطی ہے۔ باقی رہا مکہ مارنے کا معاملہ۔ سو مارنے والا سپاہی ہے۔ اور فوجی افسر ہے۔ مجھے خوشی ہے۔ کہ ان کو مکہ بازی آگئی۔ مگر اتنا کہتا ہوں۔ یہ شرعاً ناجائز ہے۔ اگر ان پر ظلم ہوا تو چاہیئے تھا۔ کہ وہ اسے برداشت کرتے۔ تاہم جسے مارا گیا ہے۔ میں اسے کہتا ہوں۔ کہ وہ معاف کر دے۔ کیونکہ اس نے اس جذبہ کے زیر اثر مارا ہے۔ کہ اسے خلیفہ سے ملنے سے روکا گیا۔ جب پہلے سال زنانہ جلسہ گاہ میں لاؤڈ سپیکر لگایا گیا۔ تو بعض لڑکیوں کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ کہ آنیوالی عورتوں کو کھل کر بیٹھنے کو کہیں۔ ان میں میری لڑکی کی بھی ڈیوٹی تھی۔ بعض زمیندار عورتیں آئیں۔ تو میری لڑکی نے ان سے کہا۔ کہ یہیں بیٹھ جائیں۔ آگے جانے کی ضرورت نہیں لاؤڈ سپیکر میں سے آواز پہنچتی رہیگی۔ ان عورتوں نے اس بات کو بہت برا منایا۔ اور میری لڑکی کو نیچے گرا کر مارنے لگیں۔ کہ تم ہمیں سننے سے روکتی ہو۔ کیا پتہ [illegible] ہو ہو میں سے آواز [illegible] تھے۔ میری لڑکی نے میرے پاس آکر یہ بات بیان کی۔ تو میں نے ہنسکر کہا۔ کہ تمہیں بہت ثواب ہوا کہ تم نے خدا کے لئے مار کھائی۔ پس میں نے یہ واقعہ علی الاعلان اس لئے بیان کر دیا ہے۔ کہ دوستوں پر واضح ہو جائے کہ دفتر والوں کا یہ کام نہیں۔ کہ ملاقات سے کسی کو روکیں۔ انہیں چاہیئے کہ جماعت کے عہدیداروں سے پوچھیں۔ کہ فلاں شخص آپ کی جماعت کا ہے۔ یا نہیں۔ اور پھر اس کے لئے ملاقات کا موقعہ بہم پہنچائیں۔ اور اگر کوئی کارکن کسی کو اس وقت روکے جبکہ اس کی جماعت مل رہی ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ اصرار کرے۔ کہ وہ ضرور ملیگا۔ اور کہ اسے روکنے کا کسی کو حق نہیں۔

اخبار نُور کا ایک مضمون اور اسکی حقیقت

اب میں ایک اور بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اخبار نور کا ۱۳ ستمبر کا ایک مضمون میرے سامنے ہے یہ واقعہ جس کا اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان دنوں کا ہے۔ جب میں قادیان سے باہر تھا۔ جب یہ واقعہ ہوا۔ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نُور نے مجھے اس کے متعلق خط لکھا۔ کہ ایک ایسا واقعہ ہوا ہے۔ میں واپس آنے والا تھا۔ ان دنوں بارشیں بہت ہوئی تھیں۔ اور اخباروں میں بھی چھپا تھا۔ کہ بارش کی وجہ سے راستے خراب ہو چکے ہیں۔ اس لئے دس بارہ روز تک نہ پہنچ سکا۔ حتیٰ کہ ڈاک بھی ۳-۴ دن نہ مل سکی تھی۔ شیخ صاحب کا یہ خط بیس اکیس اگست کو مجھے ملا۔ اور ۲۴ کو ہم قادیان روانہ ہو گئے۔ اس اخبار پر ۱۳ ستمبر کی تاریخ ہے۔ اور یہ امرتسر میں چھپتا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ یہ اگست کے آخر میں چھپ چکا تھا۔ گویا اس کا مضمون وہ ۲۴-۲۵ کو دے چکے ہوئے تھے۔ اور اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے۔ کہ یہ خط انہوں نے رسماً لکھ دیا۔ اس کا مقصد یہ نہ تھا۔ کہ سلسلہ کی طرف سے تحقیقات کی جائے۔ اگر یہ نیت ہوتی۔ تو اخبار میں اس مضمون کی اشاعت کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور اگر انہیں اس بات کا خیال ہوتا۔ کہ انہوں نے میری معیت [illegible] ہوئی ہے۔ تو مجھ [illegible] کے بعد اگر دو [illegible] بھی انتظار کرنا پڑتا۔ تو کرتے۔ میں نے اخبار الفضل میں اس مضمون کے بارہ میں یہ اعلان کرایا تھا۔ کہ اس کے متعلق بعد میں اعلان کرایا جائے گا۔ اس پر شیخ محمد یوسف صاحب نے مجھے لکھا۔ کہ جب اس معاملہ کی تحقیقات کرائی جائے۔ تو مجھے بھی موقعہ دیا جائے۔ میں نے اس کا جواب یہ دیا۔ کہ جب آپ نے اخبار میں مضمون چھاپا تھا۔ تو کیا مجھے یا سلسلہ کے کارکنوں کو اپنا پہلو پیش کرنے کا موقعہ دیا تھا۔ اگر آپ ایسا کرتے تو آپ کا بھی حق ہوتا۔ کہ آپ کو موقع دیا جائے۔ آپ نے اخبار میں اپنی مظلومیت بیان کر دی اور سلسلہ کا ظالم ہونا بیان کر دیا۔ آپ کو چاہیئے تھا کہ مجھ سے پوچھ لیتے۔ یا امور عامہ سے پوچھ لیتے۔ کہ میں نے اس طرح چٹھی لکھی تھی۔ اس کا کیا بنا ہے۔ یا اگر خود ہی مضمون شائع کرنا چاہتے تھے۔ تو مجھے لکھ دیتے۔ کہ اب آپ دخل نہ دیں۔ میں خود ہی انتظام کر لونگا۔ یہ بھی تو ان کو سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ جب انہوں نے ایک بات سنکر مجھے لکھ دی۔ تو دوسرے کا بھی حق تھا۔ کہ میں فیصلہ سے پہلے اس کا بیان سنتا اور اس کے لئے انہیں انتظار کرنا چاہیئے تھا۔ اب میں بتاتا ہوں۔ کہ اس مضمون میں ایسی باتیں موجود ہیں۔ جو خود اس کی دوسری باتوں کی تردید کرتی ہیں۔ مثلاً اس میں لوکل پریذیڈنٹ اور ناظر امور عامہ پر یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ انہوں نے ظالمانہ طور پر پولیس کے سامنے اس معاملہ کو پیش کیا۔ اور اصرار کیا۔ کہ ان کے لڑکوں کو ہتھکڑیاں لگائی جائیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:۔ "یہ معاملہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب جٹ جنرل پریذیڈنٹ کے ذریعہ اور ناظر صاحب امور عامہ کے ایماء پر پولیس کے حوالہ کیا گیا۔ اور زور دیا گیا۔ کہ فوراً ہی ایڈیٹر نور کے چاروں لڑکوں کے برخلاف پرچہ چاک کر کے ہتھکڑیاں لگائی جائیں۔ دو دور اندیش شخصوں نے جس میں ایک ہندو جنٹلمین اور ایک مسلمان صاحب تھے۔ جن کا میں بیحد مشکور ہوں نے کہا۔ کہ لڑکوں کا والد یہاں نہیں ہے۔ کوئی لڑکا بی اے میں پڑھ رہا ہے۔ کوئی گریجوایٹ [illegible] آپ ان کی زندگی کو کیوں خراب کرتے ہیں۔ کم سے کم ان کے والد کا تو انتظار کر لیجئے۔ مگر مولوی عبد الرحمٰن صاحب جٹ نے کہا۔ کہ انتظار کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم دنیا میں مساوات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ پرواہ نہیں خواہ یہ ایڈیٹر نور کے لڑکے ہیں۔ مجھے بتلایا گیا۔ جب مولوی عبد الرحمٰن صاحب یہ کہہ رہے تھے تو مارے خوشی اور جوش کے ان کا چہرہ سُرخ ہو رہا تھا"۔

اس معاملہ میں سب سے بڑے اور اہم گواہ وہ ہندو جنٹلمین اور وہ مسلمان صاحب ہو سکتے ہیں۔ جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور میں نے دونو سے دریافت کیا ہے۔ اور دونو کی گواہی لی ہے۔ ہندو جنٹلمین نے تو کہا ہے۔ کہ مجھ سے کسی نے یہ بات نہیں کہی کہ ہم چونکہ مساوات چاہتے ہیں۔ اس لئے ان لڑکوں کو ضرور ہتھکڑیاں لگائی جائیں۔ بلکہ لوکل پریذیڈنٹ نے کہا۔ کہ بہتر ہوگا۔ کہ یہ شکایت پولیس میں درج کرانے سے پہلے ناظر صاحب امور عامہ سے پوچھ لیا جائے اور انہوں نے میرے سامنے ناظر صاحب کو فون کیا۔ اور ناظر صاحب امور عامہ نے جواب دیا کہ بہتر ہے۔ کہ دونو میں صلح کرا دی جائے یہ تو ہے ہندو جنٹلمین کی گواہی۔ مسلمان محسن نے یہ تحریری شہادت دی ہے۔ کہ ناظر صاحب سے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اگر صلح ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ شیخ صاحب نے لکھا ہے کہ لوکل پریذیڈنٹ کا چہرہ مارے جوش کے سُرخ ہو رہا تھا۔ میں نے اس ہندو جنٹلمین سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا۔ کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اس واقعہ کے متعلق میں نے ناظر صاحب امور عامہ کا بیان بھی لیا ہے۔ انہوں نے بتایا۔ کہ میرے پاس ایک شخص آیا اور شکایت کی کہ مجھے بعض نوجوانوں نے مارا ہے۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں پولیس میں جاؤں۔ اور میں نے اسے اجازت دیدی۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ کہ میں نے کہا کہ ان لڑکوں کو ضرور پکڑواؤ اور قید کراؤ۔ یہاں میں اس امر کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ہر کیس قابل دست اندازی پولیس نہیں ہوتا۔ اور اس لئے یہ بزدلی ہے۔ کہ یہ خیال کر کے کہ گورنمنٹ کے افسر کیا کہینگے ہر ایسے معاملہ کو پولیس میں بھیجدیا جائے میرے نزدیک [illegible] کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ ایسا معاملہ جس میں معمولی ضربات آئی تھیں۔ پولیس کے حوالہ کر دیا جاتا۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ اس معاملہ میں کسی نہ کسی وجہ سے پولیس بھی کوئی قدم نہ اٹھانا چاہتی تھی۔ پھر بھی ناظر امور عامہ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جتنا حق قانون نے ہمیں دیا ہے۔ اسے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ پہلے ہی حکومت نے بہت حد تک آزادیاں ہم سے چھین رکھی ہیں۔

اور جو کچھ اس نے حق نہیں دیا ہے کوئی وجہ نہیں کہ اسے ہم خود چھوڑ دیں)

پھر شیخ صاحب نے لکھا ہے۔

"شیر اٹکے ۱۷ سالہ نوجوان لڑکے نے میرے لڑکے عزیز محمد ادریس پر بے تحاشا لاٹھیاں برسانی شروع کر دیں۔ ایک لاٹھی سر پر بھی پڑی۔ اور باقی پیٹھ پر۔ مگر میرے لڑکے نے بہت صبر سے کام لیا۔ اور ہاتھ نہ اٹھایا۔ مگر اس کے بعد اس ظالم شخص نے میرے چھوٹے لڑکے عزیز بشیر احمد جس کی عمر ۱۳ ۱۴ سال کی ہوگی کے سر پر زور سے لاٹھی ماری۔ جس سے یہ چھوٹا بچہ چکر کھا کر اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اگر اس پر ایک اور لاٹھی پڑ جاتی۔ تو وہ یقیناً جنت تھا۔ یہ نقشہ دیکھ کر بڑے بھائی سے برداشت نہ ہو سکا۔ اور وہ اس ظالم سے گتھم گتھا ہو گیا۔ میرے دونوں لڑکے نہتے تھے۔ اگر ان کی نیت فساد کی ہوتی۔ تو پھر وہ نہتے نہ ہوتے جب ادریس اور شیر کا لڑکا گتھم گتھا ہو رہے تھے۔ تو ایک اور لڑکا مدد کے لئے آیا۔ اس لڑکے کو اتفاق حسنہ سے شیرا اور اس کے لڑکے نے میرا لڑکا ہی سمجھا" گویا ظلم دوسرے فریق کا تھا۔ لیکن جس لڑکے کے متعلق اس میں لکھا ہے۔ کہ وہ بچانے آیا۔ میں نے اس واقعہ کے متعلق اس کا بیان لیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ شیخ صاحب کے لڑکوں نے پہلے اس شخص کو مارا۔ وہ مار کھا کر اندر گھسا۔ ان لڑکوں نے اس کا تعاقب کیا اندر سے عورتوں نے شور مچایا۔ مضروب کا باپ آگیا۔ اس نے چھڑایا۔ اور دونوں کو نصیحت کی۔ پھر بے شک اس شخص نے بھی مارا۔ مگر پہلے خواہ بزدلی کی وجہ سے اور خواہ نیکی کی وجہ سے اس نے نہیں مارا بلکہ مار کھا کر بھاگا۔ اور اندر داخل ہو گیا۔ اتنے میں اس کا باپ آگیا۔ اور پھر اس نے بے شک لاٹھیاں ماریں۔ شیخ صاحب نے لکھا ہے کہ میرے لڑکے پر بے تحاشا لاٹھیاں برسائی گئیں۔ اور وہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔ مگر اس تیسرے لڑکے کا بیان ہے۔ کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ شیخ صاحب نے اسکے متعلق لکھا ہے۔ کہ لڑائی ہو رہی تھی۔ کہ ایک اور لڑکا آگیا۔ مارنے والوں نے اسے بھی میرا ہی لڑکا سمجھا۔ شیخ صاحب کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گویا وہ لڑکا اتفاقاً وہاں آگیا تھا۔ مگر میں نے اس سے پوچھا۔ تو اس نے کہا کہ میں بازار میں بیٹھا تھا۔ کہ شیخ صاحب کے لڑکے میرے پاس آئے۔ اور چونکہ میں ان کا دوست تھا۔ اس لئے مجھے ساتھ لے کر گئے۔ یہ تیسرا لڑکا بھی ملزم تھا۔ اس لئے اسے مدعی سے کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ پھر اس نے بعض ایسی باتیں بھی بیان کی ہیں۔ جو خود اسکے خلاف ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا بیان درست ہے۔ اور اس کا یہ بیان ہے۔ کہ پہلے مدعی کو مارا گیا۔ وہ بھاگا بھاگتے ہوئے دہلیز سے ٹھوکر کھا کر گرا۔ یہ لڑکے اس کے پیچھے اندر جا گھسے۔ اور اسے مارنے لگے عورتوں نے شور مچایا۔ اس کا باپ آگیا۔ اس نے چھڑایا۔ اور پھر مدعی نے ان لڑکوں کو کچھ مارا۔ مگر شیخ صاحب کے لڑکوں میں سے بے ہوش کوئی نہیں ہوا۔ شیخ صاحب نے خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب پر بھی الزام لگایا ہے کہ انہوں نے بھی اس معاملہ میں دلچسپی لی۔ میں نے اس کی بھی تحقیقات کی ہے۔ بات صرف اتنی ہے۔ کہ وہ لوگ جو مدعی ہیں وہ خانصاحب کے مزارع ہیں۔ وہ ان کے پاس گئے۔ اور ان سے شکایت کی۔ انہوں نے ان سے کہہ دیا۔ کہ میں تو بیمار ہوں۔ تم امور عامہ میں جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں رقعہ لکھ دو۔ چنانچہ خانصاحب نے رقعہ لکھ دیا۔ پس اس سے زیادہ خانصاحب پر کوئی الزام ثابت نہیں ہوتا۔ شیخ صاحب نے پھر لکھا ہے کہ نظارت اور لوکل پریذیڈنٹ کا فرض تھا۔ کہ وہ پہلے لڑکوں سے پوچھتے پھر کوئی قدم اٹھاتے۔ اس کے متعلق میں کہتا ہوں۔ کہ ان کا بھی فرض تھا کہ اخبار میں لکھنے سے پہلے متعلقہ افراد سے پوچھ لیتے۔ کہ واقعہ کیا ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر بعض دوستوں نے مجھے لکھا ہے۔ کہ اسکا کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ مگر میں اتنا ہی کافی سمجھتا ہوں۔ کہ تقریر میں اصل حالات کا ذکر کر دوں۔ شیخ صاحب کی عادت ہے کہ وہ گھر کے جھگڑوں کو اخبار میں لے آتے ہیں حالانکہ انہیں بار بار سمجھایا گیا ہے۔ کہ یہ عادت اچھی نہیں۔ میں متواتر بیس سال سے سمجھا رہا ہوں کہ وہ اپنی اس عادت کی اصلاح کریں۔ مگر انہوں نے ابھی نہیں کی۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ان کے نومسلم ہونیکی وجہ سے میں ان کا لحاظ بھی کرتا ہوں بعض ایسی باتیں جنکی وجہ سے میر قاسم علی صاحب مرحوم (اللہ تعالیٰ انہیں مغفرت کرے) کا اخبار بند کر دیا گیا تھا۔ ان کی طرف سے ہونے کے باوجود میں نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ مگر ہر چیز کی حد ہوتی ہے۔ ان کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اسلام کی قیمت نہ ڈالیں۔ بلکہ اپنے اسلام کو مزید قربانی سے خوبصورت بنائیں۔ اب چونکہ انہوں نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔ اور دوسروں کے حقوق کا بھی سوال ہے۔ میں نے مجبوراً اس کا ذکر کر دیا۔ ورنہ یہ معمولی بات تھی۔ بچوں کی لڑائی تھی۔ میں سمجھتا ہوں جماعتی لحاظ سے یہ غلطی ہوئی۔ کہ ان کے بچوں کو پولیس کے پاس جانے دیا گیا۔ یہ معاملہ گھر پر طے ہونا چاہیئے تھا۔ اور آئندہ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ مگر جو تکلیف انہیں بچوں کے پولیس میں جانے سے ہوئی۔ اگر وہ اسپر صبر کرتے۔ اور معاملہ سلسلہ کے پاس ہی رہنے دیتے۔ تو اچھا ہوتا۔ اب جو انہوں نے مضمون لکھا۔ تو چونکہ انکے دیکھے واقعات نہ تھے۔ اس میں کئی غلطیاں کر گئے۔ اور خلاف واقعات سنے سنائے لکھ دیئے۔ میری اس تقریر کے بعد میں سمجھتا ہوں۔ کہ لوکل پریذیڈنٹ یا ناظر امور عامہ کی بھی تسلی ہو جانی چاہیئے خصوصاً جبکہ انکی بھی یہ غلطی ہے۔ کہ انہوں نے ایک معمولی لڑائی کی رپورٹ پولیس میں کرنے کی اجازت دی۔ اور ماں باپ کے لئے تشویش کی صورت پیدا کی۔ اور ایک نومسلم جو اپنے عزیزوں کو چھوڑ کر ہم میں آیا تھا اسکی دلداری کو مدنظر نہیں رکھا۔ حالانکہ یہ انکا فرض تھا۔

ایک اہم علمی مضمون

اس کے بعد میں کل کے مضمون کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے بیان کرنیکی توفیق دی۔ تو وہ ایسا مضمون ہوگا۔ کہ جو دوستوں کو خصوصیت کے ساتھ توجہ سے سننا چاہیئے۔ جو لوگ اسے سمجھ سکیں گے وہ تسلیم کرینگے کہ یہ بہت ہی اہم مضمون ہے۔ اور جو نہ بھی سمجھینگے انکو میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ یہ بہت اہم ہے۔ اور جو کچھ سمجھیں گے۔ اور کچھ نہ سمجھینگے۔ ان کو میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ جو حصہ وہ آج نہ سمجھینگے۔ اسے کل سمجھ سکیں گے۔ اور جسے وہ نہ سمجھینگے۔ ممکن ہے اگر نوٹ کر کے لے جائیں۔ تو انکا دوسرا بھائی جو جلسہ پر نہیں آسکا شائد اسے سمجھ لے۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جو اسے لکھ سکیں وہ ضرور لکھیں۔ اور اسے بار بار پڑھیں۔ اس کا کچھ حصہ تو تمہیدی ہوگا۔ لیکن اصل مضمون کو جذب کرنا ہر احمدی کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور جو لوگ جلسہ پر نہیں آسکے۔ جو آئے ہیں۔ ان کے لئے انہیں بتانا ضروری ہے۔

خدام الاحمدیہ کا انعامی جھنڈا

آج کی تقریر شروع کرنے سے قبل میں خدام الاحمدیہ کا انعامی جھنڈا جو دوران سال میں سب سے اچھا کام کرنے والی مجلس کو دیا جاتا ہے مجلس دار الرحمت قادیان کے زعیم بابو غلام حسین صاحب کو دیتا ہوں۔ میں اس محلہ کی مجلس خدام الاحمدیہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ وہ کام میں اول رہی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس مجلس کے ممبر اس جھنڈے کے احترام کو برقرار رکھنے کی پوری کوشش کرینگے۔ اور اپنی زندگیوں کو احمدیت کے مطابق بنا کر یہ ثابت کر دینگے۔ کہ وہ واقعی اس انعامی جھنڈے کے مستحق تھے اور انتخاب غلط نہ تھا

غلہ کے بارہ میں گورنمنٹ کی غلط پالیسی

گزشتہ سال کا قحط بیس سال کے بعد نیا اور تلخ تجربہ تھا۔ پہلے اسکے آثار فروری میں شروع ہوئے تھے۔ لیکن میں نے گزشتہ جلسہ سالانہ پر دوستوں کو توجہ دلائی تھی۔ کہ انہیں غلہ وغیرہ کا انتظام کرنا چاہیئے۔ اور میں نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ جو دوست غلہ خرید سکتے ہیں۔ وہ فوراً خرید لیں۔ بعض نے خریدا مگر بعض نے ہنس کر ٹال دیا۔ اور دل میں سمجھ لیا۔ کہ ہمارے پاس پیسے ہیں۔ جب چاہیں گے لے لینگے۔ مگر جب آٹا وغیرہ ملنا بند ہوا تو ان کو معلوم ہوا کہ وہ غلطی پر تھے۔ دراصل ایسے موقعہ پر زیادہ تکلیف پیسہ والوں کو ہی ہوتی ہے غریب تو فاقہ بھی کر سکتا ہے۔ مگر امیر کے لئے بھوکا رہنا مشکل ہوتا ہے۔ میں اسوقت سندھ میں تھا۔ مجھے وہاں گندم کے ان دانوں کا نمونہ بھیجا گیا۔ جو لوگوں کو کھانے کو مل رہے تھے۔ وہ بالکل سیاہ تھے۔ اور انکی روٹیاں بالکل ایسی تھیں جیسے باجرہ کی ہوتی ہیں۔ اسکے بعد جب فصل نکلی۔ تو میں نے پھر اعلان کیا۔ کہ دوست غلہ جمع کر لیں۔ اور بعض نے کیا بھی۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت ہماری جماعت کے لوگوں کی حالت دوسروں کی نسبت بہت بہتر ہے میں نے زمیندار دوستوں کو بھی یہ تحریک کی تھی کہ غلہ زیادہ پیدا کریں۔ اور اسے حتی الوسع جمع رکھیں۔

اور بہت سے دوستوں نے ایسا کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ خود بھی فائدہ میں رہے۔ اور ان کے ذریعہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچ رہا ہے۔ قادیان میں بھی بہت سے لوگوں نے غلہ خرید لیا تھا۔ مگر جنہوں نے نہ خریدا اور غفلت کی۔ ان کے لئے پھر غلہ مہیا کرنے کی کوشش کی گئی تو سرگودھا کی جماعت نے مہیا کر دیا۔ گو قیمتاً ہی دیا۔ مگر یہ بھی غنیمت ہے۔ کہ مل گیا۔ ان کے پاس ذخائر تھے اور کئی سو من غلہ ہمیں مل گیا۔ مگر میرے بار بار توجہ دلانے کے باوجود بعض لوگوں نے احتیاط نہ کی۔ قادیان میں بھی بعض لوگوں نے نہ کی۔ اور انہیں تکلیف ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں اس کی ایک وجہ پچھلے سال کا گورنمنٹ کا یہ اعلان تھا۔ کہ لوگوں کو غلہ جمع نہ کرنا چاہئے۔ کافی غلہ ہر وقت مل سکیگا۔ ہماری جماعت نے عام طور پر جمع کیا۔ اور دوسرے لوگوں میں سے اس طبقہ نے جو ہماری بات کی قدر کرتا ہے اس پر عمل کیا۔ مگر گورنمنٹ نے اعلان کیا۔ کہ غلہ جمع نہ کیا جائے۔ ورنہ چھین لیا جائیگا۔ مجھ سے بعض لوگوں نے اس بارہ میں دریافت کیا۔ تو میں نے ان کو یہی جواب دیا۔ کہ کھانے کے لئے اپنے پاس رکھو۔ یہ گورنمنٹ کی سخت غلطی تھی۔ جب گورنمنٹ نے یہ اعلان کیا تو گندم کا بھاؤ ۴/۴/۰ تھا۔ اس وقت بھاؤ مقرر نہ کیا گیا۔ اور وہ چڑھتے چڑھتے ۵/۵/۰ تک جا پہنچا۔ پھر گورنمنٹ نے کنٹرول قائم کر دیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تاجر دلیر ہو گئے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ اگر ہم غلہ کو روک لیں۔ تو اور زیادہ فائدہ اٹھا سکینگے۔ ۵/۵/۰ بھاؤ مقرر کرنے کے معنے یہ تھے۔ کہ گورنمنٹ نے جو قانون پاس کیا تھا۔ وہ اس کی تعمیل نہیں کرا سکی۔ یہ گویا شکست کا اقرار تھا۔ کہ ہم اپنے قانون کو نافذ نہیں کرا سکے۔ میں نے یہ اعلان کر دیا تھا۔ کہ دوست گندم خرید لیں۔ مگر گورنمنٹ نے اعلان کیا۔ کہ اس نے پندرہ لاکھ من غلہ خریدا ہے اور کہ غلہ سستا ہو جائیگا۔ اس وجہ سے کئی لوگوں نے نہ بھی خریدا۔ اور اب وہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ انہیں کس قدر تکلیف اٹھانی پڑ رہی ہے پچھلے سال تو پورے والا آٹا ملتا تھا۔ مگر اب کے وہ بھی نہیں مل رہا۔ اور معلوم نہیں گورنمنٹ کی خریدی ہوئی پندرہ لاکھ من گندم کہاں ہے اب گورنمنٹ چھاپے مار رہی ہے۔ اگر اس کے اپنے پاس پندرہ لاکھ من ہے۔ تو لوگوں کے مکانوں پر گندم کی تلاش کے لئے چھاپے کیوں مارے جا رہے ہیں۔ بات صرف یہ ہے۔ کہ اس نے جو گندم خریدی تھی وہ ملٹری کی ضرورت کے لئے تھی۔ اس صورت میں چاہئے تھا۔ کہ وہ لوگوں سے کہہ دیتی۔ کہ اپنی ضرورت کے لئے گندم خرید لو۔ اسلام نے غلہ کو مہنگا کرنے کے لئے روکنے سے منع کیا ہے مگر گھر کے لئے جمع کرنے سے نہیں روکا۔ بلکہ یہ ضروری ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ متوکل کون ہو سکتا ہے۔ مگر آپ بھی اپنی ازواج مطہرات کو سال بھر کا غلہ مہیا کر دیتے تھے۔ گورنمنٹ کو چاہئے تھا کہ لوگوں سے کہتی کہ اپنی ضرورت کے لئے غلہ جمع کرو۔ اور تاجروں سے کہتی۔ کہ فروخت کرو۔ مگر اس نے جو پالیسی اختیار کی۔ وہ غلط تھی۔ اور اس کے نتیجہ میں لوگوں کو سخت تکلیف پہنچی ہے۔ مجھے بعض جگہ سے خطوط آئے ہیں۔ کہ ہم پہلے چاول کھاتے تھے۔ وہ ملنے بند ہوئے۔ تو گیہوں کا آٹا شروع کیا۔ اب آٹا بھی نہیں ملتا۔ باجرہ کا آٹا دو تین سیر روپیہ کا مل رہا ہے۔ ڈھاکہ سے آج ہی مجھے ایک خط ملا ہے۔ کہ نہایت ادنیٰ قسم کا چاول بیس روپیہ من بک رہا ہے۔ حالانکہ پہلے موٹے چاول روپیہ کے دس بارہ سیر ملا کرتے تھے۔ اور کشمیر میں تو ان کا بھاؤ اٹھارہ سیر فی روپیہ ہوتا تھا۔ اب غریب لوگ کیا کھائیں۔

غرباء کیلئے غلہ کی تحریک اور نظام سلسلہ کی خوبی

اسی سلسلہ میں میں نے تحریک کی تھی۔ کہ غرباء کیلئے بھی دوست بطور امداد غلہ جمع کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کے غرباء کو پندرہ سو من گندم جو ان کی پانچ ماہ کی خوراک ہے۔ تقسیم کیا گیا۔ اور انہیں ہدایت کی گئی۔ کہ وہ اسے آخری پانچ ماہ کے لئے محفوظ رکھیں۔ اور خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے۔ کہ قحط بھی عین اسی وقت شروع ہوا۔ میں نے کہا تھا۔ کہ جن لوگوں کو یہ گندم مہیا کی گئی ہے۔ وہ اسے دسمبر میں کھانا شروع کریں۔ اور قحط بھی دسمبر میں ہی شروع ہوا ہے یہ بھی نظام کی ایک ایسی خوبی ظاہر ہوئی ہے۔ کہ ساری دنیا میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ کہ ہر غریب کے گھر میں پانچ ماہ کا غلہ جمع کر دیا گیا۔ میں نے یہ ہدایت کی تھی۔ کہ دسمبر سے پہلے اس کا استعمال شروع نہ کیا جائے۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ جنوری کے بعد ایسے لوگوں کے گھروں میں آدمی بھجوا کر یہ معلوم کراؤنگا۔ کہ انہوں نے وہ پہلے ہی تو نہیں کھا لیا۔ اور جنہوں نے اس ہدایت کی تعمیل میں بے احتیاطی کی ہوگی۔ ان کو اگر پھر دوبارہ خدا تعالیٰ نے اس کی توفیق دی۔ تو امداد دیتے وقت ان لوگوں سے موخر رکھا جائیگا۔ جنہوں نے اس ہدایت کی پابندی کی ہے۔ یہ تو میں نہیں کہتا۔ کہ صرف انہی کو دوبارہ امداد دی جائیگی۔ جنہوں نے غلہ کو مقررہ وقت سے پہلے نہیں چھیڑا۔ لیکن دوبارہ امداد کے وقت ہدایت کی پابندی کرنیوالوں کو مقدم ضرور کیا جائیگا۔

موجودہ حالت یہ ہے۔ کہ غلہ ملک میں کافی موجود ہے۔ مگر ملتا نہیں مجھے ایک واقف کار نے بتایا کہ گورداسپور میں ہی کئی لاکھ من غلہ موجود ہے۔ مگر جب لوگ افسروں کے پاس جاتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ان لوگوں کا گلا گھونٹ دیں جن کے پاس غلہ ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اگر افسروں نے گلا گھونٹنے سے ڈرنا تھا۔ تو پہلے ہی کیوں نہ اعلان کر دیا۔ کہ لوگ اپنی اپنی ضروریات کے مطابق غلہ جمع کر لیں۔ اس صورت میں تو حکومت کو چاہئے تھا۔ کہ غلہ زمیندار کے پاس ہی رہنے دیتی۔ زمیندار کی مثال تو چھلنی کی ہے۔ وہ زیادہ دیر تک غلہ اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ اگر اس کے پاس ہوتا۔ تو وقت پر ضرور مل سکتا۔ مگر بنیئے تو دفن کر لیتے ہیں۔ کہ جب قحط ہوگا۔ نکالینگے۔ اسوقت اگر زمیندار کے پاس غلہ ہوتا۔ تو وہ ضرور فروخت کر دیتا۔ مگر اس کے قبضہ میں اس وقت ہے نہیں۔ گورنمنٹ کی غلط پالیسی کی وجہ سے غلہ بنیوں کے قبضہ میں جا چکا ہے۔ اور وہ اب اسے نکالتے نہیں ہیں۔ گورنمنٹ نے ان لوگوں کے قبضہ سے تو نکلوا دیا۔ جن سے لوگوں کو مل سکتا تھا۔ زمیندار تو غلہ فروخت کرنے پر مجبور بھی ہوتے ہیں۔ انہوں نے سرکاری لگان ادا کرنا ہوتا ہے۔ اس کے لئے بھی غلہ ہی فروخت کرتے ہیں اور ضروریات کی دوسری چیزیں خریدنے کیلئے بھی۔ مگر جب ان کے پاس سے نکل کر بنیوں کے پاس جا پہنچا۔ تو پھر ملنا مشکل ہے۔ گورنمنٹ کا یہ اعلان عقل کے خلاف تھا۔ اس نے ۵/۴/۰ فی من نرخ مقرر کر دیا۔ اور ساتھ کہدیا۔ کہ اب ہم اس سے زیادہ نہ بڑھائینگے لیکن یہ خیال نہیں کیا۔ کہ یہ تو منڈی کی قیمت تھی اور یہی قیمت مقرر کر دینا تاجر کی حق تلفی تھی۔ اس وجہ سے وہ مجبور ہو گئے۔ کہ غلہ کو روک لیں۔ یا چوری چوری گراں قیمت پر فروخت کریں۔ اور اب یہ حالت ہے۔ کہ گندم بساتھ۔ آٹھ روپے تک فی من فروخت ہو رہی ہے۔ اگر گورنمنٹ خود ہی کچھ نرخ بڑھا دیتی تو لوگ اسے بخوشی برداشت کر لیتے۔ اور اس تکلیف سے محفوظ رہ سکتے۔ جو اس وقت اٹھانی پڑ رہی ہے۔ اور ابھی خطرہ ہے۔ کہ اس سے بھی زیادہ خطرناک صورت نہ پیدا ہو جائے۔

زمینداروں کو نصیحت

میں نے زمینداروں کو نصیحت کی تھی۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ غلہ کاشت کریں۔ اب تو جو بونا تھا بویا جا چکا۔ اب میں یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وقت آنے پر کٹائی وغیرہ احتیاط سے کریں۔ اندازہ ہے۔ کہ اس سال دس پندرہ فی صدی غلہ زیادہ پیدا ہو سکیگا۔ پھر میں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ سوائے اشد مجبوری کے غلہ فروخت نہ کیا جائے۔ اور اپنے پاس محفوظ رکھا جائے۔ نفع کمانے کے لئے نہیں بلکہ تکلیف سے بچنے کے لئے۔ سوائے اس کے کہ حکومت جبراً چھین لے۔ لیکن جب تک وہ مجبور نہ کرے۔ محض اعلانوں سے نہ ڈریں۔ بظاہر اگلا سال اس سے بھی بہت سخت ہوگا۔ اگر حکومت عقلمندی سے کام لے۔ تو بیس لاکھ من کے قریب گندم فصل نکلنے پر خرید لے۔ اس پر اگر ایک دو کروڑ روپیہ خرچ کرنا پڑے۔ تو لوگوں کے فائدے کے پیش نظر معمولی بات ہے۔ اگر روپیہ نہ ہو۔ تو بنک سے سود پر قرض لے سکتی ہے۔ (وہ اسلامی احکام کے تابع نہیں کہ سود کا عذر کرے) اور پھر خرید شدہ گندم پر منافع لگا کر پورا بھی کر سکتی ہے۔ اس سے بنیوں کا زور ٹوٹ جائیگا۔ مگر یہ سٹاک ملٹری ضروریات کے لئے نہ ہو۔ بلکہ ملٹری کے لئے اس سے الگ خریدا جائے۔ اب تو خریف کا وقت گذر چکا ہے۔ آئندہ خریف پر زیادہ سے زیادہ اشیاء خوردنی کی کاشت کرنی چاہئے۔ بعض زمیندار خیال کرتے ہیں۔ کہ جوار اور باجرہ وغیرہ کی کاشت کی کیا ضرورت ہے۔ مگر اب تو ان لوگوں نے جن کے پاس جوار اور باجرہ وغیرہ تھا۔ اتنا ہی نفع کمایا ہے۔ جتنا گندم والوں نے۔ اگر مارکیٹ میں جوار اور باجرہ کافی مقدار میں ہو۔ تو گندم اتنی گراں رہ ہی نہیں سکتی۔ پس میں زمینداروں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ خریف کی فصل زیادہ بوئیں۔ اور کھانے پینے کی اشیاء زیادہ کاشت کریں۔ ملازمت اور تجارت پیشہ احباب کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اخراجات میں کمی کریں اور کچھ نہ کچھ ضرور پس انداز کرتے رہیں اور جہاں تک ہو سکے۔

اکھٹی گندم خرید لیں۔ ورنہ بعد میں تکلیف اٹھائینگے آج ہی ایک احمدی کا خط مجھے ملا ہے۔ کہ افسوس میں نے آپ کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ اور اس کے نتیجہ میں آج سخت تکلیف اٹھا رہا ہوں۔ پہلے چاول کھانے کے عادی تھے۔ اسے چھوڑ کر گندم استعمال کرنے لگے۔ وہ نہ ملی۔ تو جوار شروع کی۔ پھر باجرہ کیا۔ اب وہ بھی نہیں ملتا۔ پس ان باتوں سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور جب خدا تعالےٰ نے عقل اور سمجھ دے رکھی ہے۔ تو کیوں اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو تکلیف میں ڈالا جائے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ گذشتہ جنگ کے موقعہ پر بھی قحط پڑا تھا۔ مگر وہ جلدی دور ہو گیا تھا۔ مگر یہ خیال صحیح نہیں۔ یہ جنگ اس سے بہت مختلف ہے۔ اور میرا خیال ہے اب کے قحط بہت لمبا ہو گا

کپڑا حاصل کرنے میں دقت اور اسکا علاج

دوسری بڑی تکلیف آج کل کپڑے کی ہے۔ میرے سامنے کچھ عرصہ ہوا۔ ایک عزیز نے یہ تکلیف بیان کی۔ کہ کپڑا بہت گراں ہو گیا ہے۔ تو میں نے انہیں جواب دیا تھا۔ کہ کھدر پہنیں۔ کپڑے پر تاجر بہت زیادہ نفع لگاتے ہیں۔ فرض کرو۔ ایک من رُوئی کی قیمت پچاس روپیہ ہو۔ تو ایک من کپڑے کی قیمت قریباً پانسو روپیہ ہوتی ہے۔ لیکن اگر زمیندار پھر اپنے گھروں میں چرخوں کو رواج دیں۔ سوت کاتیں۔ اور جولاہوں سے کپڑا بنوا کر استعمال کریں۔ تو کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ ململ لٹھا اور دوسرے ایسے کپڑوں کا استعمال ترک کر دیں۔ میں نے تو تجویز کی ہے۔ کہ جب میری موجودہ قمیصیں پھٹ جائیں۔ تو کھدر کی بنواؤنگا۔ اور اپنے گھروں میں بھی کہا ہے۔ کہ ایک ایک چرخہ منگواؤ۔ رُوئی خریدو۔ اور سوت کات کر کھدر بنواؤ۔ شہر کے لوگ عام طور پر یہ نہیں کر سکتے۔ مگر دیہات کے بڑی آسانی سے کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح اپنا بہت سا روپیہ بچا سکتے ہیں۔ میں یہاں اس امر کی وضاحت کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ یہ کانگرس کے اصول کی اتباع نہیں بلکہ میں اپنی تکلیف دور کرنے کی وجہ سے یہ تحریک کرتا ہوں

کھانڈ کی بجائے گڑ شکر استعمال کریں

اسی طرح اب گڑ شکر نکلنے والا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ حتی الوسع وہ بھی جمع کر لیں۔ اور کھانڈ مصری کی بجائے اسے استعمال کریں۔ آخر ہمارے باپ دادا پہلے انہی چیزوں کا ہی استعمال کیا کرتے تھے۔ پرانے زمانہ میں تو ہمارے ملک میں گڑ ایک نعمت سمجھی جاتی تھی۔ کہتے ہیں۔ کچھ لڑکے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ کہ ملکہ انگلستان کیا کھاتی ہو گی۔ کسی نے کہا پلاؤ کھاتی ہو گی۔ کسی نے کچھ کہا۔ کسی نے کچھ۔ بڈھا باپ یہ باتیں سن رہا تھا۔ غصہ سے بولا۔ کہ کیا تمہاری عقل ماری گئی ہے۔ جو ایسی باتیں کرتے ہو۔ ملکہ تو گڑ کھاتی ہو گی۔ ایک طرف بھی گڑ رکھا رہتا ہو گا۔ اور دوسری طرف بھی گڑ۔ ادھر گئی تو گڑ کھا لیا۔ اور ادھر آئی تو گڑ کھا لیا۔ تو ہمارے ملک کا گڑ اتنا شاندار ہوتا تھا۔ مگر اب وہ بھی تنزل میں آ چکا ہے۔ زمینداروں نے بھی کھانڈ اور مصری کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ مگر اب میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ان چیزوں کا خیال جانے دیں۔ اور گڑ شکر استعمال کریں۔ بنگال سے اطلاع ملی ہے۔ کہ وہاں چینی ایک روپیہ سیر ہو گئی ہے۔ یہ کتنا ظلم ہے۔ میں نے تو اب نمکین چائے کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ جو لوگ دودھ استعمال کرتے ہیں۔ وہ بھی اگر نمک ڈال کر پئیں۔ تو دیکھیں گے۔ کہ نمک سے بھی دودھ بہت لذیذ ہو جاتا ہے۔ بے شک نمک بھی مہنگا ہو چکا ہے۔ مگر وہ تھوڑا سا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ چند سالوں ہی کی بات ہے۔ اتنا عرصہ کے لئے کھانڈ اور مصری وغیرہ کا استعمال ترک کر دو۔ زمینداروں کو چاہیئے۔ کہ لگان وغیرہ ادا کرنے کے لئے بھی گڑ شکر فروخت نہ کریں۔ بلکہ میں کہوں گا۔ جن کے پاس ہوں۔ وہ زیور بیچ کر لگان ادا کر دیں۔ اور گڑ شکر جمع کریں۔ یہ صرف سال دو سال کی بات ہے۔ گذر جائیگی۔ اس وقت پھر مصری اور کھانڈ وغیرہ استعمال کر لینا۔ فی الحال چھوڑ دو۔

مٹی کے برتنوں کے استعمال کی ہدایت

آج کل برتنوں وغیرہ کی بہت تکلیف ہے۔ برتن بہت مہنگے ہو چکے ہیں۔ جو برتن پہلے ۴ر یا ۵ر میں قلعی ہو جاتا تھا۔ اب روپیہ ڈیڑھ روپیہ میں ہوتا ہے۔ اس لئے چاہیئے۔ کہ لوگ مٹی کے برتنوں کا استعمال شروع کر دیں۔ ہمارے باپ دادا قریباً سات ہزار سال تک مٹی کے برتن ہی استعمال کرتے رہے ہیں۔ اور اگر ہم کریں۔ تو کیا ہرج ہو گا۔ اور ہم کیوں مٹی کے برتنوں میں کھا پی نہیں سکتے۔ عورتیں بعض اوقات اعتراض کیا کرتی ہیں۔ کہ فلاں کھانا مٹی کے برتن میں نہیں پکتا۔ مگر میں کہتا ہوں۔ ایسا کھانا نہ پکاؤ۔ مٹی کے برتن بھی بہت اچھے اچھے بنتے ہیں۔ ملتان کے علاقہ میں مٹی کی ہنڈیاں نہایت اعلیٰ تیار ہوتی ہیں۔ چائے پینے کا چینی کا سٹ اب ۱۲-۱۳ روپیہ میں ملتا ہے۔ اس کے بجائے بھی مٹی کا سیٹ استعمال کرنا چاہیئے۔ میرے پاس ایک مٹی کا سیٹ ہے۔ اس پر بہت خوبصورت روغن کیا ہوا ہے۔ اور پالم پور کے سفر میں میں وہی استعمال کرتا رہا ہوں۔ تو دوستوں کو چاہیئے۔ کہ مٹی کے برتن استعمال کریں۔ چینی کے برتن تو بہت گراں ہو چکے ہیں۔ معمولی قسم کا سیٹ جو پہلے ڈیڑھ دو روپیہ میں آ جاتا تھا۔ اب ۱۲-۱۳ روپیہ میں ملتا ہے۔ (اب ستائیس میں آتا ہے) گویا نو گنا قیمت بڑھ چکی ہے۔ اور پھر یہ چینی کے برتن ٹوٹ بڑی جلدی جاتے ہیں۔ اور اس طرح نقصان بہت ہوتا ہے۔ مٹی کا برتن اگر ٹوٹ بھی جائے۔ تو اتنا نقصان نہیں ہوتا۔ غالب نے کہا ہے۔ کہ؎

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
ساغر جم سے میرا جام سفال اچھا ہے

غالب کا یہ نظریہ اس زمانہ میں خاص طور پر درست معلوم ہوتا ہے۔ مٹی کے برتن بہت اچھے ہیں۔ پیسے کم خرچ آتے ہیں۔ اور اگر ٹوٹ جائے تو آسانی سے اور لیا جا سکتا ہے۔

زمینیں اور مکانات ابھی نہ خریدیں

اس کے علاوہ میں زمینداروں کو ایک اور نصیحت بھی کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ آجکل انہیں پیسے خوب مل رہے ہیں۔ ہر چیز گراں فروخت ہو رہی ہے۔ اور ابھی خدا تعالیٰ نے چاہا۔ تو اور بھی پیسے انہیں آئینگے۔ اور حالت کے بہتر ہونے پر انہیں مغرور نہ ہونا چاہیئے۔ قرآن کریم نے اکڑ اکڑ کر چلنے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا ہے۔ کہ اس طرح انسان نہ آسمان پر پہنچ سکتا ہے۔ اور نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے۔ پہلے انکی حالت بہت خراب تھی۔ حتیٰ کہ زیور گرو کر کے لگان ادا کرنا پڑتا تھا۔ مگر یہ دن ان کی کمائی کے ہیں۔ ایسے دن بیس پچیس سال کے بعد آتے ہیں۔ ہمیشہ ایسے حالات نہیں رہتے۔ اس لئے انہیں چاہیئے۔ کہ روپیہ کو محفوظ رکھیں۔ بعض زمیندار زمینیں خریدنے پر زور دیتے ہیں۔ مگر یہ زمین خریدنے کا وقت نہیں۔ ان حالات میں جو زمین خریدیگا۔ وہ سخت نقصان اٹھائیگا۔ اس وقت روپیہ کو محفوظ کر لینا چاہیئے۔ خواہ یہاں امانت کے طور پر جمع کرا دیا جائے۔ اور خواہ اپنے اپنے ہاں کسی محفوظ مقام میں جمع کرا دیا جائے۔ جنگ کے بعد جب یورپ کے لوگ غلہ فروخت کرنے لگیں گے۔ اس وقت قیمتیں گرینگی۔ اور وہ وقت زمینیں وغیرہ خریدنے کا ہو گا۔ یہ نہیں ہے۔ پچھلی جنگ میں زمینوں کی قیمتیں اتنی چڑھ گئی تھیں۔ کہ ۲۵-۳۰ ہزار روپیہ مربع کی قیمت ہو گئی تھی۔ مگر پھر ایسی گری۔ کہ گذشتہ سالوں میں چند سو روپیہ سالانہ پر ایک مربع ٹھیکہ پر کوئی نہیں لیتا تھا۔ اور قیمت چھ سات ہزار ہو گئی تھی۔ بس یہ وقت زمینیں اور مکانات وغیرہ خریدنے کا نہیں۔ اگر کسی کے پہلو میں کسی ایسے شخص کا مکان ہو۔ جس سے ہمیشہ جھگڑا وغیرہ رہتا ہو۔ تو ایسا مکان وغیرہ لے لینے میں تو کوئی ہرج نہیں۔ مگر تجارت کے طور پر اس وقت زمین یا مکان خریدنا مناسب نہیں۔ اسی طرح اس وقت زیور وغیرہ بنانا بھی فضول ہے۔ سونا ستر روپیہ تولہ سے بھی بڑھ چکا ہے۔ بلکہ اگر کسی کے پاس سونا ہو۔ تو اس وقت بیچ دینا چاہیئے۔ جنگ کے بعد پھر جب سستا ہو گا۔ تو لے لیں۔ یہ سونا خریدنے کا نہیں بلکہ فروخت کرنے کا وقت ہے اس طرح جہاں تک ممکن ہو۔ شادی۔ بیاہ کو ملتوی کر دو۔ اور اگر کرنا ہی پڑے۔ تو لڑکے لڑکیوں سے کہا جائے۔ کہ نقد روپیہ لے لو۔ میری ایک عزیزہ تھی۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ کہ اسکی شادی پر اسے تحفہ دوں گا۔ اب اس کی شادی کا موقعہ آیا۔ تو میں نے کہا۔ کہ زیور وغیرہ بنوا کر میں روپیہ ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میں تمہارے خاندان کے کسی بزرگ کے سپرد روپیہ کر دیتا ہوں جنگ کے بعد جو زیور چاہو۔ بنوا لینا۔ ایک اور بات یاد رکھو۔ آج تجارت میں خاص نفع ہے ہوشیار زمیندار یا غیر زمیندار گاؤں میں دوکانیں نکال لیں۔ آج کل تجارت میں گھاٹے کا احتمال بہت کم ہے۔ آج کل تو نفع ہی نفع ہے۔ ہر چیز کی قیمت بڑھ رہی ہے۔ گھٹتی نہیں آج ایک چیز پانچ روپیہ میں ملتی ہے۔ تو کل اسکی قیمت چھ روپیہ ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی اپنی بیوقوفی سے نقصان اٹھائے۔ تو اور بات ہے۔ ورنہ آج کل تجارت میں خسارہ کا احتمال بہت ہی کم ہے۔ یہ فائدہ اٹھانے کا وقت ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے۔ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

تبلیغی لٹریچر

دفتر تحریک جدید سے مندرجہ ذیل کتب منگوا کر خود بھی پڑھیں۔ اور غیر احمدی احباب کو بھی پڑھوائیں۔
(۱) احمدیت یعنی حقیقی اسلام انگریزی اصلی قیمت سوا ر رعایتی
(۲) آئینہ صداقت انگریزی اصل قیمت ہے رعایتی ایک روپیہ
(۳) البلاغ اصل قیمت ایک روپیہ چھ آنے رعایتی عہ

خُدام سلسلہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کے لئے جو احباب کرام کام کر رہے ہیں۔ ان میں اکثریت ایسے دوستوں کی ہے جو کسی قسم کا معاوضہ نہیں لیتے کسی انسان کو اس قسم کا موقع مل جانا اللہ تعالےٰ کے رحم و فضل کا ایک نشان ہے جس کے لئے کارکنوں کو اللہ تعالےٰ کا شکر گزار ہونا چاہیئے اور اس جذبہ تشکر اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی اُمید میں پورے اخلاص اور تندہی کے ساتھ کام کرنے کے علاوہ تمام قواعد و ضوابط کی پابندی اور اپنے بالا افسروں کی ایسی اطاعت اور احترام کرنا چاہیئے۔ کہ گویا وہ باقاعدہ تنخواہ دار کارکن ہیں۔ بلکہ یہاں تک تیار رہنا چاہیئے۔ کہ قواعد کے ماتحت کوئی سزا بھی برداشت کرنی پڑے۔ تو اُس کو بھی انشراح صدر سے برداشت کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ دوسرے باقاعدہ کارکن کرتے ہیں۔ ورنہ نظام سلسلہ میں رخنہ اندازی کا خدشہ ہے۔ اور اس بات کا بھی خطرہ ہے کہ بعد میں آنے والے لوگ یہ قاعدہ نہ بنا لیں کہ کسی شخص سے اعزازی طور پر خدمت نہ لی جائے۔ جیسا کہ آجکل عام طور پر گورنمنٹ میں ہے۔

چونکہ بعض شکایات سے مجھے محسوس ہوا ہے کہ آنریری طور پر کام کرنے والے بعض دوستوں میں اس قسم کا احساس پایا جاتا ہے کہ ان کو خاص مراعات دی جائیں۔ اور ان کو قواعد و ضوابط سے بالا قرار دیا جائے۔ اور کہ بالا کارکنوں کے ضروری احترام سے ان کو عملاً مستثنےٰ قرار دیا جائے۔ اس لئے ایسے احباب کی خدمت میں عرض کر دینا ضروری ہے۔ کہ یہ جذبہ درست نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ان کی خدمات سلسلہ کے لئے بجائے فائدہ مند ہونے کے یقیناً مضر ثابت ہوں گی۔ اس لئے ایسے دوستوں کو اپنی طبعی انانیت کو اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی خاطر کسی حد تک نرم کرنا چاہیئے اور اپنی طبائع پر بوجھ ڈال کر بھی قواعد و ضوابط کی پابندی کرنی چاہیئے۔

دوسرا امر راست گوئی اور دیانت کا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے آئندہ جن لوگوں کی نسبت ثابت ہو کہ دیانت اور امانت میں کچے ہیں اور اظہار حق میں ٹال مٹول کرتے اور دروغ گوئی کے عادی ہیں۔ اُن کو صرف یہی نہیں کہ سلسلہ کی خدمت سے علیٰحدہ کیا جائے گا بلکہ یہ ممکن ہے کہ ان کو اخراج از جماعت کی سزا دی جائے۔

خدام الاحمدیہ میں اعزازی کارکنوں کو بعض دفعہ سزا دی جاتی ہے۔ اور وہ لوگ بخوشی اس کو قبول کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم بہت پختہ ہو رہی ہے۔ اور مفید نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں ہے کہ جو اعزازی کارکن نہایت اہم امور کی سرانجام دہی کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ اپنے آپ کو قواعد و ضوابط سے بالا تصور کریں۔ بلوں کی پیشی۔ پیشگی رقوم کی واپسی۔ اور چندہ کی رقوم کی مہینہ کے اندر ترسیل ضروری ہے۔ اور بلا وجہ ایک رقم کو اپنے پاس رکھنا ہی بد دیانتی ہے۔ اور سرکاری قانون میں مستوجب سزا ہے +

ناظر اعلےٰ قادیان

تبلیغ کی اہمیت

حضرت امیر المومنین فرماتے ہیں:- "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے نبی اشاعت قرار دیا ہے۔ اسلام کی اشاعت اور اظہار علے الادیان آپ ہی کے زمانہ میں ہونے کے متعلق پیشگوئیاں ہیں۔ پھر آپ کا نام اللہ تعالیٰ نے سلطان القلم رکھا ہے۔ گویا کام کی دو ہی چیزیں ہیں یعنی دعوت اور قلم۔ انہی دو سے اسلام کو دوسرے مذاہب پر غلبہ حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے بیان اور تحریر دونوں چیزیں آپ کو دی ہیں۔ اور ان دونوں سے ہی اسلام دوسرے مذاہب پر غالب ہوگا۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ان ہی دو سے آپ کی جماعت نے کام لینا ہے۔ اور انہی ذرائع سے آپ کی جماعت کو ترقی ہوگی" (خطبہ جمعہ ۱۰ر جنوری)

خاکسار:- عباس احمد مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

تحریک جدید کے وعدوں کی میعاد

نئے شامل ہونے والوں اور فوجیوں کیلئے ۷ر اپریل ہے

فوجیوں کے موجودہ پتوں سے اطلاع کریں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ خطبہ ۹ر فروری جس میں تحریک جدید کے دفتر دوم کے سال اوّل کے وعدوں کی میعاد ۷ر اپریل تک بڑھا دی ہے۔ جماعتوں میں ۹ر فروری والا خطبہ اس لئے ارسال کیا گیا ہے کہ ہر جماعت اپنی جماعت کے ان احباب کو شامل کرنے کی کوشش کرے جو اب تک شامل نہیں ہو سکے۔ ایسے دوست اپنی ایک ماہ کی آمد سال اول میں دیکر شامل ہوں۔

چونکہ فوجیوں کو ان کے خطوط نہیں مل رہے ہیں۔ اور ان کے پتے جلد جلد تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ان کے لئے بھی خواہ وہ دفتر اول کے گیارھویں سال میں شامل ہونے والے ہوں۔ یا دفتر دوم کے سال اول کا وعدہ کر کے اس جہاد میں حصہ لینے والے ہوں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وعدوں کی میعاد ۷ر اپریل تک بڑھا دی ہے اور ان کے لئے بھی جن کو اس تحریک کا علم نہیں ہوا۔ پس ایسے احباب کے لئے اب تحریک جدید کے وعدوں کی میعاد ۷ر اپریل ہے۔ فوجیوں کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ ارسال کرنا ضروری ہے۔ اس لئے فوجیوں کے موجودہ تازہ پتہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہر جماعت کے عہدہ دار یا وہ احباب جو ثواب لینا چاہتے ہیں۔ اپنی جماعت کے فوجیوں کے گھروں سے ان کے تازہ مکمل پتہ "دفتر فنانشل سکرٹری تحریک جدید" میں ارسال فرمائیں تا انہیں شامل کرنے کے لئے حضور کے ارشادات ارسال کئے جائیں۔

برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید

مطالبہ وقف جائیداد و آمد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان سے جو دین کی راہ میں اپنا سارا مال خرچ کرنے کو تیار ہیں۔ مطالبہ کیا ہے کہ "وہ اپنی جائیدادوں کو اس صورت میں دین کے لئے وقف کر دیں کہ جب سلسلہ کی طرف سے ان سے مطالبہ کیا جائے گا۔ انہیں وہ جائیداد اسلام کی اشاعت کے لئے پیش کرنے میں قطعاً کوئی عذر نہیں ہوگا۔ چونکہ کچھ لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں۔ کہ ان کے پاس جائیدادیں نہیں ہوتیں لیکن ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی کسی طرح ثواب میں شامل ہوں۔ اس لئے وہ اگر چاہیں تو اس رنگ میں اپنا نام پیش کر سکتے ہیں۔ کہ علاوہ دوسرے چندوں کے ادا کرنے کے جب کبھی اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے خاص قربانیوں کا مطالبہ ہوا۔ میں اپنی ایک ماہ یا دو ماہ کی آمد دے دوں گا۔ اور مجھے اور میرے بیوی بچوں کو خواہ کیسی ہی تنگی سے گزارہ کرنا پڑے۔ میں اس کی پروا نہیں کروں گا۔

اس وقت سلسلہ روپیہ طلب نہیں کرتا۔ وقف تو صرف اس کا نام ہے کہ مطالبہ کے وقت جو جائیداد ہو اس پر جو حصہ رسدی پڑے۔ یہ ادا کرے۔ اگر اس وقت کوئی جائیداد نہ ہوگی۔ تو کوئی حصہ واجب الادا نہ ہوگا" انچارج تحریک جدید

امراء و سکرٹریان تبلیغ کی کیا ذمہ داری ہے؟

ہر احمدی تبلیغ کے لئے کم از کم پندرہ دن وقف کرے

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ "ہمارے سپرد جو کام کیا گیا ہے۔ وہ ساری دنیا میں اسلام اور احمدیت کو پھیلانا ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت میں یہ احساس پوری طرح پیدا نہیں ہوا۔ ہر دل دکھا نہیں۔ ہر دل میں وہ محبت نہیں پائی جاتی۔ جو انسان کو دیوانہ اور مجنون بنا دیتی ہے" ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ حضور کے نزدیک آپ کا دعویٰ کہ آپ صحابہ کرامؓ کے مثیل ہیں۔ غلط ہے۔ اگر آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ اگر آپ کے دلوں میں سچی تڑپ ہوتی۔ تو ہر کام کا ہرج کر کے بھی تبلیغ کے لئے اوقات وقف کرتے۔ یو۔پی میں پھر ارتداد رونما ہو رہا ہے۔ اس کی ذمہ داری احمدی احباب پر ہے۔ جو دین کے علمبردار ہیں۔ ہم نے آپ سے اپنے کاموں کا حرج کرنے

200

کا مطالبہ نہیں کیا۔ صرف فارغ اوقات مانگے ہیں۔ کیا وکلاء و بیرسٹران اور کیا افسران و دیگر ملازمین۔ کیا طلباء پروفیسران و اساتذہ۔ اور کیا تجار و دیگر پیشہ ور و زمیندارانِ ہر طبقہ سال میں کچھ دن فارغ رہتا ہے۔ پس اپنی ذمہ واری سمجھو اور فارغ اوقات موسمی رخصتیں دین کے لئے وقف کرو۔ عہدیداران کا فرض ہے۔ کہ اپنی اپنی جماعت کے احباب سے جلد از جلد جملہ امور کہ کب اور کتنے ایام وہ تبلیغ کے لئے دیں گے۔ معلوم کر کے مجلس مشاورت سے پہلے پہلے یہ فہرستیں دفتر ہذا میں یا دفتر مجلس خدام الاحمدیہ یا مجلس انصار اللہ میں پہنچا دیں۔ تا جلد از جلد پروگرام بنایا جائے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

احمدی تاجر اور صناع خاص توجہ فرمائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز المصلح موعود نے فرمایا:-

(۱) "ہماری جماعت کے تاجر اور صناع آپس میں تعاون کریں۔ اور ایک ایسی کمیٹی بنائیں۔ جس کی غرض یہ ہو۔ کہ وہ اپنے کارخانے اور تجارتیں اس طرح چلائیں گے۔ کہ دین کی مدد ہو۔ میرے نزدیک اب وقت آ گیا ہے۔ کہ ہمارے تاجر اور صناع ایک کمیٹی بنائیں۔ جو صرف تاجروں اور صناعوں پر مشتمل ہو۔ اور اس کمیٹی کے قیام کی اصل غرض یہ ہو۔ کہ وہ اپنے کارخانے اور اپنی تجارتیں اس رنگ میں چلائیں گے۔ کہ دین کو تقویت حاصل ہو۔ اور سلسلہ کی عظمت میں اضافہ ہو۔ دوسرے اس کمیٹی کی تشکیل کے بعد انہیں اس بات کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ آئندہ اس طرح کام کریں گے۔ کہ دوسرے دوستوں کے لئے بھی کام مہیا ہو سکے اور ہر جگہ احمدیوں کی تجارت مضبوط ہو۔ گویا ان کی کوشش یہ ہونی چاہیئے۔ کہ وہ ایک تنظیم کے ماتحت دوسرے شہروں اور دوسرے علاقوں بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی اپنی تجارت کو پھیلائیں گے۔ اور جو غریب احمدی ہوں گے۔ ان کی مدد کر کے انہیں کام پر لگائیں گے۔"

(۲) "جب کمیٹی بن جائیگی۔ تو اس وقت میں کمیٹی کے سامنے اسکی تفصیل بیان کروں گا۔ کیونکہ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو صرف کمیٹیوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا عام لوگوں کے سامنے ذکر کر دینے میں کوئی ہرج نہیں ہوتا۔ پس چونکہ اس کی تفصیل کمیٹی کے سامنے ہی بیان کرنی مناسب ہے۔ عام لوگوں میں بعض رازوں کا اظہار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے میں اس وقت صرف اسی قدر کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت کے تاجروں اور صناعوں کو صرف ایسی تجارتوں اور صنعتوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جن کی طرف توجہ کرنا دینی لحاظ سے مفید ہو۔" (۳) "میں نے بتایا ہے۔ کہ ان میں سے بعض امور ابھی تشریح طلب ہیں۔ اور پھر وہ تشریحات ایسی ہیں۔ جن کو خطبہ میں بیان کرنا مناسب نہیں۔ مثلاً اگر میں اس وقت بتا دوں۔ کہ فلاں قسم کے کام اگر احمدی تاجر اور صناع شروع کر دیں۔ تو جماعت کو بہت بڑی ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ دوسروں کو پتہ لگ جائیگا۔ اور چونکہ لوگ ہمارے دشمن ہیں۔ اس لئے ان باتوں کا علم ہونے پر وہ ہمارے راستہ میں روکیں پیدا کر دینگے۔ اور بجائے اس کے کہ ہمارے قبضہ میں وہ تجارتیں آئیں۔ ان تجارتوں پر وہ خود قابض ہونے کی کوشش کرینگے۔ اس لئے میں تفصیلی باتیں اسی وقت بیان کروں گا۔ جب کمیٹی بن جائے گی۔"

اس ارشاد کے مطابق احمدی تاجروں اور صناعوں کو تعاون کرنا چاہیئے۔ اور اپنے پتے۔ کام اور دیگر مفید مشورہ سے جلد از جلد اطلاع دینی چاہیئے۔ تا کہ کمیٹی کی تشکیل کی جا سکے۔ اور حضور کے مفید مشوروں سے مستفیض ہو سکیں۔

احمدی تاجروں اور صناعوں سے خاص طور پر درخواست کی جاتی ہے۔ کہ اس امر کی طرف توجہ فرمائیں اور سکرٹری دفتر تحریک جدید شعبہ تجارت کے نام اطلاع دیں۔ قادیان کے تاجروں سے گذارش کی جاتی ہے۔ کہ مہربانی کر کے اپنی پہلی فرصت میں ہی دفتر ہذا میں تشریف لا کر اپنے مفید مشورہ سے ممنون فرمائیں۔ فقط (سکرٹری تجارت)

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ سکرٹری بہشتی مقبرہ

۷۸۱۴ منکہ حاجی بلند بخش ولد اللہ دوسایا۔ قوم جٹ بسرا پیشہ کاشتکاری عمر ۴۶ سال تاریخ بیعت اگست ۱۹۱۵ء ساکن راڈکے ڈاکخانہ میر کپور ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے (۱) اراضی جدی ۳ بگیہ (۲) اراضی خود پیدا کردہ بیع ۳۳ بیگھہ کل اراضی جدی و بیع ۳۶ بگیہ قیمت موجودہ فی کنال -/۱۰۰ روپیہ۔ کل قیمت ۳۶ بگیہ -/۴۴۰۰ روپے۔ قیمت اراضی گرو مبلغ ۶۷۲ روپے۔ کل قیمت جدی گرو و بیع -/۵۰۷۲ روپیہ۔ اراضی گرو مختلف نرخوں کی ہے اس لئے اس زمین کی تعداد نہیں لکھی گئی۔ کیونکہ یہ ساتھ ساتھ واپس نکلتی رہتی ہے۔ اسلئے قیمت ہی درج ہے اس کل جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا جس قدر جائیداد بوقت وفات ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:- حاجی بلند بخش۔ گواہ شد:- اللہ دین پسر موصی گواہ شد:- غلام رسول

۸۰۵۷ منکہ فقیر اللہ ولد منشی غلام محمد صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۴۴/۱/۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا ذریعہ معاش میری ماہوار آمد ہے۔ جو -/۶۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ مہنگائی الاؤنس مبلغ ۴۰ روپے ملتے ہیں۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور اپنی آمد کی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد فقیر اللہ گنج لاہور گواہ شد:- مستری حسن دین سکرٹری مال گنج۔ گواہ شد شیخ نذیر احمد دکاندار گنج۔

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

کلکتہ ۲۷ فروری۔ اتحادی فوج نے مانڈلے سے ۹۵ میل جنوب مغرب میں ایک اور مقام پر دریائے ایراودی کو پار کر لیا ہے۔ اور دو میل چوڑا اور ایک میل لمبا مورچہ قائم کر لیا ہے۔ دشمن نے بہت سخت مقابلہ کیا۔ مگر اتحادی ہوائی جہازوں کی بمباری نے جاپانی توپوں کو ٹھنڈا کر دیا۔ یہ جگہ تیل کے مرکز چوک سے صرف بیس میل پرے ہے۔ اور اب یہاں سے اتحادی فوج تیل کے اس میدان کی طرف بڑھ سکے گی۔

واشنگٹن ۲۷ فروری۔ ایڈمرل نمٹس کے اعلان میں کہا گیا ہے کہ جزیرہ آیوجیما میں امریکن فوج وسطی علاقہ کے ہوائی اڈہ کے بڑے حصہ پر قابض ہو چکی ہے۔ یہاں آٹھ روز کی لڑائی میں ۳۵۰۰ جاپانی مارے گئے۔ جس اڈہ پر امریکن فوج نے پہلے قبضہ کیا تھا۔ وہاں اب امریکن طیارے پہنچ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ امریکن فوج ایک اور جزیرہ والدے نام پر اتر گئی ہے۔ یہاں امریکن فوج کو اترتے وقت کوئی نقصان نہیں ہوا۔

لنڈن ۲۷ فروری۔ کل رات اتحادی بمباروں نے پھر برلین پر حملہ کیا۔ بویریا میں نیورمبرگ پر بھی بمباری کی گئی۔ امریکن فوج مغربی محاذ پر کولون کے میدان کی طرف اور آگے بڑھ گئی ہے۔ اور اب صرف بارہ میل دور ہے شمالی محاذ پر کینیڈین فوج ہشو والڈ کے جنگل میں داخل ہو چکی ہے۔ مشرقی محاذ پر روسی فوج کونسبرگ کے شمال مغرب اور جنوب مغرب میں کچھ اور آگے بڑھ گئی ہے۔

لنڈن ۲۷ فروری۔ شام کی گورنمنٹ نے جرمنی اور جاپان کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔ مصر کے شاہ فاروق نے بھی جرمنی و جاپان کے خلاف اعلان جنگ کے فیصلہ پر کل رات دستخط کر دیئے۔

واردھا ۲۷ فروری۔ کل یہاں آل انڈیا ہندوستانی پرچار سبھا کی پہلی کانفرنس شروع ہو گئی۔ اس کے چیئرمین گاندھی جی ہیں۔ اور اس میں اردو اور ہندی کے نامور ادیب شامل ہیں۔ یہ کانفرنس اسلئے بلائی گئی ہے کہ ہندوستان کے لئے ایک ملی جلی بھاشا تیار کی جائے۔ گاندھی جی کی صدارتی تقریر پڑھی گئی۔ جس میں آپ نے کہا کہ وہ زبان جو کسی زمانہ میں شمالی ہندوستان کے ہندو و مسلمان استعمال کرتے تھے۔ اب بھی ہمیں اسی کو زندہ کرنا چاہیئے۔ اسے زندہ کرنے میں اتنی محنت نہیں کرنی پڑے گی جتنی کہ دو مختلف زبانوں کو تیار کرنے میں ہو گی۔ یہ بھاشا اُردو میں لکھی جا سکتی ہے اور ناگری میں بھی۔ سید سلیمان صاحب ندوی نے اپنی تقریر میں کہا کہ مروجہ ہندوستانی زبان میں اسی فی صدی حروف ایسے ہیں جو ہندی اور اُردو دونوں میں مشترک ہیں۔ اور جو باقی بیس فی صدی ہیں۔ وہ بھی باآسانی چنے جا سکتے ہیں ڈاکٹر محمود صاحب نے کہا کہ چھ ماہ کے عرصہ میں ایک ملی جلی زبان تیار کی جا سکتی ہے۔

واشنگٹن ۲۷ فروری۔ ایڈمرل نمٹس نے فلپائن کی سول حکومت کا انتظام فلپائن کے پریذیڈنٹ آسمینیا کے سپرد کر دیا ہے۔ آپ نے اس تقریب پر منیلا میں عوام کے مجمع میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم پھر یہاں اسلئے آئے ہیں کہ گرجوں اور مدرسوں کو دوبارہ کھول دیں۔ لوگ اطمینان کے ساتھ اپنا کاروبار کرتے جائیں اور انہیں اس بات کا خطرہ نہ رہے۔ کہ ان کی زمینیں وغیرہ ضبط کر لی جائینگی۔

واشنگٹن ۲۷ فروری۔ جزیرہ آیوجیما میں دشمن کو شمالی بنجر علاقہ میں دھکیل دیا گیا ہے۔ جہاں اسے پینے کے لئے پانی بھی نہیں مل سکتا۔ اور اس وجہ سے اس کے حوصلے پست ہوتے جا رہے ہیں۔ بحرالکاہل میں والٹر سے کا جزیرہ جس پر امریکن فوج اب اتری ہے۔ لوزان اور منڈورو کے سمندری راستہ کی کنجی سمجھا جاتا ہے۔

کلکتہ ۲۷ فروری۔ خبر آئی ہے کہ چینی دستوں نے نامتو کے جنوب اور لاشیو کے مغرب میں دریائے نامتو کو پار کر لیا ہے۔ یہ دستے برما روڈ کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ دشمن سخت مقابلہ کر رہا ہے مگر ان کی پیشقدمی کو روک نہیں سکا۔ مانڈلے سے جنوب مغرب میں ۹۵ میل کے فاصلہ پر ۱۴ ویں فوج کے جن دستوں نے دریائے ایراودی کو پار کیا ہے۔ وہ اب پاگان کے شہر پر قبضہ کر چکے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے مورچہ کو چار میل چوڑا۔ اور اڑھائی میل لمبا کر لیا ہے۔

لنڈن ۲۷ فروری۔ آج ہاؤس آف کامنز میں کریمیا کانفرنس پر بحث شروع ہوئی مسٹر چرچل نے ایک لمبی تقریر کی جس میں ہاؤس سے اپیل کی کہ وہ اس کے فیصلوں کی تصدیق کر دے آپ نے کہا۔ سان فرانسسکو میں جو کانفرنس ہونے والی ہے۔ اس میں مسٹر ایڈن اور مسٹر اٹیلی برطانیہ کی نمائندگی کرینگے۔ دوران تقریر میں آپ نے کہا کہ میں ایک مضبوط فرانس دیکھنے کا آرزومند ہوں جس کی فوج بھی مضبوط ہو۔

لنڈن ۲۷ فروری جرمنوں نے اعلان کیا ہے۔ کہ برلین سے ساٹھ میل جنوب مشرق میں روسی فوجوں نے دریائے نیسو کو دو مقامات پر پار کر لیا ہے۔ مگر روسی ذرائع سے ابھی اس کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ برسلاؤ اور ڈریسڈن کے درمیان ایک اہم مقام کے لئے بڑے زور کی لڑائی ہو رہی ہے۔ روسیوں نے اعلان کیا ہے۔ کہ سخت خونریز جنگ کے بعد انہوں نے برسلاؤ میں مکانات کے قریباً پچاس بلاکوں سے جرمنوں کو نکال دیا ہے۔

لنڈن ۲۷ فروری مغربی محاذ کے شمالی سرے پر جو کینیڈین فوج پیشقدمی کر رہی ہے۔ اس نے ماس اور رائن کے درمیان پیڈم کی مضبوط جرمن چھاؤنی کو قبضہ میں لے لیا ہے۔